قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 22/ مارچ 2023ء | 29/ شعبان 1444 ہجری قمری | 22/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:69

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْہًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْہُنَّ لِتَذْہَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْہُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۚ وَعَاشِرُوْہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِہْتُمُوْہُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ﴿۲۰﴾

(النساء:20)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمانِ رسولؐ

تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

حضرت وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا۔حضرت سلمانؓ، حضرت ابودرداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابو درداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔سلمانؓ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابودرداءؓ کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابودرداءؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں نے تو (نفلی) روزہ رکھا ہوا ہے۔سلمانؓ نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا۔ اور جب رات ہوئی تو ابو درداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے۔سلمانؓ نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمانؓ نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے کہا اے ابودرداءؓ! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو، اس کے بعد ابو درداءؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ نے ٹھیک کیا ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

فرمان خلیفۂ وقت

ویک اینڈ پر اپنے بیوی بچوں کو وقت دیں

یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تا کہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

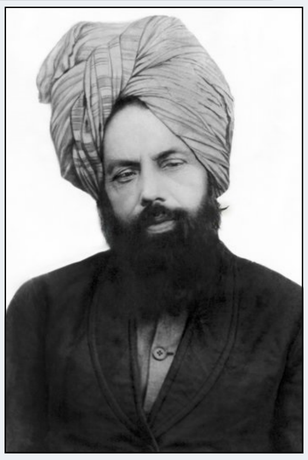

بیویوں سے خاوندوں کا تعلق دو سچے اور حقیقی دوستوں جیسا ہو

- مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔ جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

- چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 418 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

- فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اِتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

اس شمارہ میں

- وفات مسیح ناصری علیہ السلام (منظوم)
- جری اللہ فی حلل الانبیاء
- قرآن کے گرد گھوموں
- حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا حقیقی مقصد
- حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ لغوی معارف
- وقف زندگی کی اہمیت

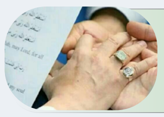

دربارِ خلافت

نبی اور ماننے والوں کو صبر کرنے اور بغیر جھگڑے کے ان کی بیہودہ گوئیوں کو سن کر علیحدہ ہو جانے کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں قرآنِ کریم میں جو فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ خود ہی اللہ تعالیٰ بدلے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ دشمنوں کو جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ سورۃ الحاقۃ میں فرمایا اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ﴿٤١﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٤٢﴾ وَلَا بِقَوۡلِ کَاهِنٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿٤٣﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿٤٤﴾ (الحاقہ: 41-44) یقیناً یہ عزت والے رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ بہت کم ہیں جو تم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ ایک تنزیل ہے تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان سب استہزاء کرنے والوں اور آپؐ کے مختلف نام رکھنے والوں اور نعوذ باللہ جھوٹا اور کذّاب کہنے والوں کو یہ جواب دیا۔ پس یہ ہے جواب آپؐ پر الزام لگانے والوں اور استہزاء کرنے والوں کے لئے لیکن اس بات کے باوجود کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو صبر اور دعا کی تلقین فرمائی ہے، خدا تعالیٰ نے خود دشمن کو چھوڑا نہیں ہے۔صرف یہ جواب نہیں دے دیا کہ نہ وہ کاہن ہے، نہ وہ جھوٹا ہے اور نہ جو تم الزامات لگا رہے ہو وہ تمہارے صحیح الزامات ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَهۡزِءِیۡنَ ﴿٩٦﴾ (الحجر: 96) تو اس نے پھر دشمنانِ اسلام سے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد بدلے بھی لئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰهُمُ النَّارُ ؕ کُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِیۡدُوۡا فِیۡهَا وَقِیۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِهٖ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿٢١﴾ وَلَنُذِیۡقَنَّهُمۡ مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰی دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَکۡبَرِ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿٢٢﴾ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡهَا ؕ اِنَّا مِنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿٢٣﴾ (السجدہ: 21-23) اور جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ وہ اس سے نکل جائیں تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اور ہم یقیناً انہیں بڑے عذاب سے ورے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے۔ (بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے) تا کہ ہو سکے تو وہ ہدایت کی طرف لوٹ آئیں اور کون اس سے زیادہ ظالم ہوسکتا ہے جو اپنے ربّ کی آیات کے ذریعے اچھی طرح نصیحت کیا جائے، پھر بھی ان سے منہ موڑ لے۔ یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جو اپنے پیارے پر ہر وقت نظر رکھنے والا ہے، اگر دشمن دشمنی سے باز نہ آئے تو اسے بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تنبیہوں سے نہ ڈریں، اگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کے لئے جو اپنے بعض جلوے دکھاتا ہے اُن سے نصیحت حاصل نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ پھر ضرور سزا دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اختیار میرے پاس ہی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِیۡلًا ﴿١١﴾ وَذَرۡنِیۡ وَالۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِیۡلًا ﴿١٢﴾ اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّجَحِیۡمًا ﴿١٣﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿١٤﴾ (المزمل: 11-14) اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا، اور مجھے اور ناز و نعم میں پلنے والے مکذبین کو الگ چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔ یقیناً ہمارے پاس عبرت کے کئی سامان ہیں اور جہنم بھی ہے اور گلے میں پھنس جانے والا ایک کھانا ہے اور دردناک عذاب بھی۔

پس جہاں آپ کو صبر کی تلقین فرمائی وہاں دنیاداروں کے متعلق فرمایا کہ دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں نے ان لوگوں کو کافر بنا دیا ہے، اس کفر کی انہیں سزا ملے گی کیونکہ یہ حد میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور سزا بھی ایسی ہو گی جو دوسروں کے لئے عبرت کا نشان ہو گی۔ پس یہ عبرت کا نشان بنانے کا معاملہ بھی خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور نبی اور ماننے والوں کو صبر کرنے اور بغیر جھگڑے کے ان کی بیہودہ گوئیوں کو سن کر علیحدہ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔

پھر خدا تعالیٰ خود آپ سزا دینے کا ذکر سورۃ العلق میں اس طرح فرماتا ہے کہ اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡهٰی ﴿١٠﴾ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ﴿١١﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی الۡهُدٰۤی ﴿١٢﴾ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی ﴿١٣﴾ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿١٤﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ﴿١٥﴾ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَهِ ۬ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿١٦﴾ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٧﴾ فَلۡیَدۡعُ نَادِیَهٗ ﴿١٨﴾ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿١٩﴾ (العلق: 10 تا 19) کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ کی تلقین کرتا۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر اس نے پھر جھٹلا دیا اور پیٹھ پھیر لی۔ پھر کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے، جھوٹی خطا کار پیشانی کے بالوں سے۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس والوں کو بُلا دیکھے۔ ہم ضرور دوزخ کے فرشتے بلائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال؟
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اُس کو فرقاں سر بسر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

عہد شد از کردگار بے چگوں
غور کن در أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

اے عزیزو!! سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں
چل بسے سب انبیاء و راستاں

ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات
یونہی باتیں ہیں بنائیں واہیات

کیوں تمہیں انکار پر اصرار ہے
ہے یہ دیں یا سیرت کفّار ہے

ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 764 مطبوعہ 1891ء

اداریہ

جری اللہ فی حلل الانبیاء

مسیح موعودؑ تمام انبیاء کے مظہر

قسط 2

موسیٰ نام رکھنا

آپ فرماتے ہیں:

’’اس وقت میں امت موسوی کی طرح جو مامور اور مجدد دین آئے ان کا نام نبی رکھا گیا تو اس میں یہ حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت میں فرق نہ آوے اور اگر کوئی نبی نہ آتا تو پھر مماثلت میں فرق آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم، ابراہیم، نوح اور موسیٰ وغیرہ میرے نام رکھے حتّٰی کہ آخر کار جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کہا۔ گویا اس سے سب اعتراض رفع ہو گئے اور آپ کی امت میں ایک آخری خلیفہ ایسا آیا جو موسیٰ کے تمام خلفاء کا جامع تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 65-66 ایڈیشن1984ء)

یعقوب کے نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

’’کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اُسے مل جاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے، وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں۔ کبھی بصر میں کبھی شامہ سونگھنے میں، کبھی سمع میں، شامہ میں اس طرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ (یوسف:95) کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اس وقت حاصل ہوئے اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسفؑ زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے۔ اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں۔ ایسے ہی رؤیا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے اور جب وہ بہت صفائی پر جاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ245-246 ایڈیشن 1988ء)

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ابن مریم نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (آل عمران:56) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کار بند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر میری ذات تک اور نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے، تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی۔ جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مُطۡمَئِنَّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 88-89 ایڈیشن 2016ء)

میرا نام کرشن رکھا

آپ فرماتے ہیں:

’’ہمیں خیال آیا کہ ہمارا نام مہدی ہے۔ عیسیٰ ہے اور کرشن کے نام سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا ہے اور انہیں تینوں کی آمد کی انتظار میں اس وقت تین بڑی قومیں لگی ہوئی ہیں۔ مسلمان مہدی کے، عیسائی عیسیٰ کی آمد ثانی کے اور ہندو کرشن اوتار کے چنانچہ ان ناموں میں یہی حکمت الٰہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 145 ایڈیشن 1984ء)

میرا نام عیسیٰ بھی ہے

فرمایا:

’’بے شک یہ تو سچائی کی دلیل ہے نہ اعتراض۔ کیونکہ ماننا پڑے گا کہ تصنّع سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ خدا کے حکم اور وحی سے کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی آمد کے واقعات کو ہی تو اس میں بیان نہیں کیا بلکہ میرا نام عیسیٰ رکھا اور لکھا کہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ میرے حق میں ہے اور ادھر کوئی توجہ نہیں۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر میرا یہ کام ہوتا تو اس میں دوبارہ آنے کا اقرار نہ ہوتا۔ یہ اقرار ہی بتاتا ہے کہ یہ خدا کا کام ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 318 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

’’جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتایا ہم نے ظاہر کر دیا اور یہی ہماری سچائی کی دلیل ہے اگر منصوبہ بازی ہوتی تو ایسا کیوں لکھتے؟ مگر ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس براہین میں میرا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا ہے۔ اس کی بنیاد براہین سے پڑی ہوئی ہے اور علاوہ بریں سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال پہلے کیوں نبوت کا دعویٰ نہ کر دیا؟ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مامور ہونے سے پہلے یوسف نجار کے ساتھ بڑھئی کا کام ہی کرتے رہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 230 ایڈیشن 2016ء)

محمدؐ نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

’’حافظ صاحب سے پوچھو کہ براہین احمدیہ میں میرا نام محمد لکھا ہے اور مسیح بھی لکھا ہے اور تم لوگ اس کو پڑھتے رہے اور اس کتاب کی تعریف کرتے رہے اور اس کے ریویو میں لمبی چوڑی تحریریں کرتے رہے تو اس کے بعد کون سی نئی بات ہوئی ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے اس کتاب کے متعلق خود میرے سامنے کہا تھا کہ اسلام کی تائید میں جیسی عمدہ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس وقت منشی عبدالحق صاحب بھی موجود تھے اور بابو محمد صاحب بھی موجود تھے۔ یہ وہ زمانہ براہین کا تھا جب کہ تم خود تسلیم کرتے تھے کہ اس میں کوئی بناوٹ وغیرہ نہیں۔ اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو کیا انسان کے لئے ممکن تھا کہ اتنی مدت پہلے سے اپنی پٹڑی جمائے اور ایسا لمبا منصوبہ سوچے۔ اب چاہیے کہ یہ لوگ اس نفاق کا جواب دیں کہ اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہی باتیں اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے۔ اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہو گا اور وہ میرے خلق پر ہو گا۔ اس سے آنحضرت کا یہی مطلب تھا کہ وہ میرا مظہر ہو گا جیسا کہ ایلیا نبی کا مظہر یوحنا نبی تھا۔ اس کو صوفی بروز کہتے ہیں کہ فلاں شخص موسیٰ کا مظہر اور فلاں عیسیٰ کا مظہر ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مہدی کے ساتھ ہوں گے اور وہ لوگ قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور ان کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 209-210 ایڈیشن 2016ء)

محمدؐ کا ظل

’’تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں۔ براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ ھُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی اور جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ پر غور نہیں کرتے اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی آئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 370 ایڈیشن 2016ء)

لفظ احمد کا بروز

’’آج وہی بدر کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک جماعت تیار کر رہا ہے۔ وہی بدر اور اَذِلَّۃٌ کا لفظ موجود ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ اسلام پر ذلت نہیں آئی؟ نہ سلطنت ظاہری میں شوکت ہے۔ ایک یورپ کی سلطنت منہ دکھاتی ہے تو بھاگ جاتے ہیں اور کیا مجال ہے جو سر اٹھائیں۔ اس ملک کا حال کیا ہے؟ کیا اَذِلَّۃٌ نہیں ہیں۔ ہندو بھی اپنی طاقت میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ذلت ہے جس میں اُن کا نمبر بڑھا ہوا ہے؟ جس قدر ذلیل سے ذلیل پیشے ہیں، وہ ان میں پاؤ گے۔ ٹکڑ گدا مسلمانوں ہی میں ملیں گے۔ جیل خانوں میں جاؤ تو جرائم پیشہ گرفتار مسلمان ہی پاؤ گے۔ شراب خانوں میں جاؤ، کثرت سے مسلمان۔ اب بھی کہتے ہیں ذلت

نہیں ہوئی؟ کروڑ ہا ناپاک اور گندی کتابیں اسلام کے رد میں تالیف کی گئیں۔ ہماری قوم میں مغل، سید کہلانے والے اور شریف کہلانے والے عیسائی ہو کر اسی زبان سے سیّد المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسنے لگے۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ کون تھے؟ امہات المومنین کا مصنف کون ہے؟ جس پر اس قدر واویلا اور شور مچایا گیا اور آخر کچھ بھی نہ کر سکے۔ اس پر بھی کہتے ہیں کہ ذلت نہیں ہوئی۔ کیا تم تب خوش ہوتے کہ اسلام کا اتنا رہا سہا نام بھی باقی نہ رہتا، تب محسوس کرے کہ ہاں اب ذلت ہوئی ہے!!!‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 73-74 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

’’یہ لوگ جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام ہے؟ ان کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ یُوۡرِکُتَ یَا اَحۡمَدُ وغیرہ بہت سے الہام ہیں۔ میرا نام محمد رکھا

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ

اور احمد نام پر ہی ہم بیعت لیتے ہیں۔ کیا یہ نام قرآن شریف میں نہیں ہیں؟ پھر جس قدر میرے نام آدم، عیسیٰ، داوٗد، سلیمٰن وغیرہ رکھے ہیں۔ وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ ماسوا اس کے یہ سلسلہ اپنے ساتھ ایک علمی ثبوت رکھتا ہے۔ اگر ان علمی امور کو یکجائی طور پر دیکھا جاوے، تو آفتاب کی طرح اس سلسلہ کی سچائی روشن نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے سارے نبیوں کے نام رکھے ہیں اور آخر جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ کہہ دیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ 206 ایڈیشن 2016ء)

میں نور محمدی کا قائم مقام ہوں

میں اب میدان میں کھڑا ہوں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں وہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے۔ میں پکار کر کہتا ہوں مسیح کو مجھ پر زیادت نہیں، کیونکہ میں نور محمدؐی کا قائم مقام ہوں، جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کے نشان قائم کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ تسلی پانے کے لیے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ روح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے اور اس کی تسلی آسمانی تائیدوں اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے۔ میں 26 برس سے یہ اشتہار دے رہا ہوں اور تعجب کی بات ہے کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا۔ اگر اِن کے پاس نشانات ہیں تو کیوں انجیل کے جلال کے لیے پیش نہیں کرتے۔ ایک بار میں نے سولہ 16 ہزار اشتہار انگریزی اُردو میں چھاپ کر تقسیم کیے۔ جن میں اب بھی کچھ ہمارے دفتر میں ہوں گے۔ مگر ایک بھی نہ اُٹھا جو یسوع کی خدائی کا کرشمہ دکھاتا اور اُس بت کی حمایت کرتا۔ اصل میں وہاں کچھ ہے ہی نہیں۔ کوئی پیش کیا کرے۔ مختصر یہ کے حق کی شناخت کے لیے یہ تین ہی ذریعے ہیں اور عیسائی مذہب میں تینوں مفقود ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 456-457 ایڈیشن 2016ء)

مامور و مسیح موعود نام کی وجہ تسمیہ

فرمایا

’’اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعُود کے نام سے دُنیا میں بھیجا ہے جو لوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا، بہت سے اُن میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے، لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا، تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُن کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی، بلکہ عداوت اُن کو خدا تعالیٰ سے ہی تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ اُن کو سچا تعلق تھا تو اُن کی دینداری اور اتقاء اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجداتِ شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے، مگر نہیں۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا۔ دجال کہا۔ افسوس! ان احمقوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ تَوۡحِیۡدِیۡ وَتَفۡرِیۡدِیۡ کی آوازیں سنتا ہو وہ اُن کی بدگوئی اور گالیوں کی کیا پروا کرسکتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کفر اور ایمان کا تعلق دُنیا سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ میرے مومن اور مامور ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر ان بیہودگیوں کی مجھے پروا کیا ہوسکتی ہے؟‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 175-176 ایڈیشن 2016ء)

(ابوسعید)

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا حقیقی مقصد...... از صفحہ 9

اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کے لئے اگر مر کر پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 99-100)

جذبۂ خدمت اسلام کے بارہ میں گواہیاں

حضرت مسیحِ پاک علیہ السّلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر آپؑ نے فرمایا کہ:

’’میرا تو خیال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔۔۔۔ کوئی مشغولی اور تصرّف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے، مجھے سخت ناگوار گزرتا ہے۔۔۔۔ جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں، جب تک کہ وہ کام نہ ہو جائے۔۔۔۔ ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام از مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی صفحہ 28)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک اور بزرگ صحابی حضرت یعقوب علی صاحبؓ عرفانی اپنا لمبا اور قریبی مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ فرمایا

’’حضرت مسیحِ موعود علیہ السّلام کی فطرت میں تبلیغ اسلام کا جوش اس قدر تھا کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ پھٹ جائے۔‘‘

(حیاتِ احمد از یعقوب علی عرفانیؓ: جلد اوّل حصہ دوم صفحہ 150)

حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب کپورتھلوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیحِ پاک علیہ السّلام نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کر اس قدر جوش اُٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ نہ جائے۔‘‘

(الحکم 7-14/ فروری 1923ء صفحہ 8)

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بہت بڑی دلی تمنّا

حضور علیہ السلام کی ایک بہت بڑی دلی تمنا یہ تھی کہ ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا اور غلبہ ہو۔ یہ سوچ اور فکر آپؑ کو ہمیشہ دامن گیر رہتی۔ آپ کے اس بے تاب جذبے کا اندازہ ایک دلچسپ روایت سے ہوتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی بیان کردہ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پاس کمرہ میں بیٹھے تھے۔ حضورؑ ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دروازے پر کسی شخص نے خوب زوردار دستک دی۔ آپؑ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر معلوم کروں کہ کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے؟ میں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضورؑ کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہر میں اُن کا ایک غیر احمدی مولوی سے مناظرہ ہوا اور انہوں نے اُس کو شکستِ فاش دی۔ اس کو بہت رگیدا اور وہ مولوی بالکل لاجواب ہوگیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ سارا پیغام مِن وعَن حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور سُن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ان کے اس طرح زوردار دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے میں یہ سمجھا تھا کہ شائد وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہو گیا!‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 289-290)

اپنی گزارشات کا اختتام حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دلی تمنا پر کرتا ہوں، آپ کس درد سے فرماتے ہیں۔

’’ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کُفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں اپنی زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 292-292)

یہی وہ درد و کرب تھا جو راتوں کو بھی آپؑ کو بے قرار رکھتا تھا اور آپؑ اسلام کی فتح اور غلبے کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے تھے اور خدائے قادر و قیوم کے آستانے پر اپنی بے تاب دعاؤں کے ساتھ جھک جاتے اور عرض کرتے۔

؎ دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفی
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اے میرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

نیز عرض کرتے ہیں:

اس دیں کی شان و شوکت یاربّ مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

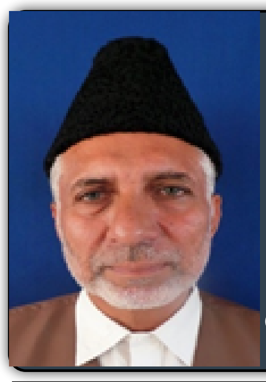

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

حضرت مسیح موعودؑ کے عشق قرآن کا ایک پہلو

قرآں کے گرد گھوموں

مرزا صاحب تمام اوقات عبادت میں گزارتے ہیں یا تلاوت میں (حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف)

رمضان کے حوالہ سے ایک تحریر

حفاظ کی بستی

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قرآن کریم کے انوار اور برکات اور معارف و علوم کا احیاء مقدر تھا اس لئے وہ مقام قادیان جسے مرکز توحید بنانا تھا خدا کی خاص تقدیر نے اسے قرآن کریم سے خاص نسبت عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بزرگوں کے دلوں میں قرآن کی غیر معمولی محبت ڈال دی تھی۔

حضور کے جد امجد حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب 280 افراد پر مشتمل قافلہ لے کر عہد بابری کے دوران 1530ء میں وسط ایشیا کے علاقہ سمرقند سے ہجرت کر کے برصغیر میں داخل ہوئے اور ایک جنگل کو آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو اسلام پور قاضی ماجھی سے ہوتا ہوا قادیان بن گیا۔ وہ گویا ایک باغ تھا جس میں حامیان اسلام اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے پائے جاتے تھے۔حضور کے پردادا مرزا گل محمد صاحب خوارق اور کرامات تھے۔ قادیان کی خود مختار ریاست قریباً پونے دو سو سال قائم رہی اور اس میں قرآن مجید کا غیر معمولی چرچا رہا جہاں کسی زمانہ میں سو سو حفاظ قرآن اور علماء وصلحاء ہر وقت موجود رہتے تھے مگر افسوس کہ جب سکھ اس عدیم النظیر خطہ پر قابض ہو گئے۔ عالی شان مسجدیں یا تو مسمار کر دی گئیں یا دھرم سالہ میں بدل دی گئیں۔ قادیان کا مرکزی اسلامی کتب خانہ جس میں قرآن شریف کے 500 قلمی نسخے تھے نہایت بے ادبی سے جلا دیا گیا اور اسلامی یادگاروں کے بہت سے آثار تک معدوم کر دیئے گئے۔

(منقول از کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 ص 162- 175)

مگر یہی وہ دبی ہوئی چنگاری تھی جس سے قرآن کے شعلہ جوالہ نے جنم لینا تھا۔ جو خدا اور رسول کریم ﷺ کی محبت سے سرشار تھا اور اسی کے طفیل قرآن سے وہ بے پناہ عشق کیا جس کی کوئی نظیر گزشتہ صدیوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور شعر ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اس شعر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں۔

یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر وعیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے ارد گرد طواف کرنے کے لئے میرا دل بے چین رہتا ہے۔

(سیرت طیبہ صفحہ 16)

میں بھی ایک عاشق ہوں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے اور میں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ 64 اشاعت 15/ مئی 1908ء)

میری دستاویز

حضرت مسیح موعودؑ 2/ اکتوبر 1891ء کو دہلی کے بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو میں قیام فرما تھے اس روز آپ نے ایک اشتہار عام دیا جس میں تحریر فرمایا:

وہی رسول کریم میرا مقتدا ہے جو تمہارا مقتدا ہے اور وہی قرآن شریف میرا ہادی ہے اور میرا پیارا اور میری دستاویز ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 231- 232)

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عشق محض مجوبانہ نہیں تھا کہ صرف قرآن شریف کو دیکھ کر اس کے حسن کے گھائل ہو گئے بلکہ عارفانہ تھا کہ ایک وسیع وعریض مطالعہ کے بعد آپ کے دل نے اس کی عظمتوں کی گواہی دی۔

وسیع مطالعہ کے بعد گواہی

امام الزمان امام عالی مقام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری لمحہ تک ڈنکے کی چوٹ پر اس صداقت کی دنیا بھر میں منادی فرمائی کہ

’’میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزارا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 62 طبع اول)

اس مضمون میں حضرت مسیح موعودؑ کے عشق قرآن کے بیشمار پہلوؤں میں صرف ایک یعنی تلاوت قرآن اور تدبر قرآن سے متعلق چند سچی گواہیاں پیش کرنی مقصود ہیں۔

آپ کا خمیر محبت قرآن سے اٹھایا گیا تھا اس لئے آپ بچپن ہی سے دن رات قرآن شریف پڑھتے اس پر تدبر کرتے اور اس کے حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ کبھی حضور کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے میں کہتا تھا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے۔ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 65)

صبح کی تلاوت

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگر وال فرماتے ہیں: میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے میں نے آپ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا۔ جبکہ میں بالکل بچہ تھا آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 20)

پھر فرماتے ہیں:

آپ مسجد میں فرض نماز ادا کرتے۔سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے عشاء کی نماز کے بعد آپ سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد آپ جاگ پڑتے اور نفل ادا کرتے۔ اس کے بعد قرآن مجید پڑھتے۔مٹی کا دیا آپ جلاتے تھے۔ تلاوت فجر کی اذان تک کرتے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 121)

آپ کے بچپن کے ساتھی لالہ ملاوامل کی گواہی ہے۔آپ کو قرآن سے بھی خاص عشق تھا۔ آپ ہمیشہ رات کو دو تین بجے کے قریب اٹھتے اور نماز شروع کر دیتے بہت اطمینان سے نماز پڑھ کر پھر قرآن شریف پڑھتے۔ پھر صبح کی نماز پڑھتے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر سو جاتے۔ اس سونے کو آپ نوری ٹھونکا کہتے۔ اس کے بعد سیر کو جاتے اور سیر میں بھی دینی باتوں میں مصروف رہتے۔

(الفضل 24/ دسمبر 1935ء صفحہ 5)

حضرت حکیم محمد زاہد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ شور کوٹ بیان کرتے ہیں: حضرت مسیح موعودؑ کا آخری تین چار سالوں کے علاوہ پہلے یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا فرما کر حضور گھر میں آتے ہی تلاوت قرآن کریم فرمانا شروع کر دیتے۔ گو تلاوت جلدی جلدی فرماتے لیکن ہر لفظ نہایت صفائی سے سمجھ آتا تھا اور حضور عموماً ٹہل کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔عموماً ایک سپارہ روزانہ تلاوت فرماتے تھے کبھی کبھی ایک منزل قرآن کی بھی تلاوت فرمالیا کرتے تھے (قرآن کریم کو سات حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کو منزل کہتے ہیں) خاکسار کا معمول تھا کہ جونہی حضور تلاوت کے لئے قرآن لیتے تو خاکسار بھی قرآن لے کر بیٹھ جاتا اور حضور کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتا جاتا اور اس طرح جو میری تلاوت میں غلطیاں پائی جاتیں ان کو اس وقت درست کر لیتا۔ تلاوت کے بعد حضور سیر کے لئے باہر تشریف لے آتے۔

(ماہنامہ انصار اللہ اکتوبر 1974ء صفحہ 30)

حضرت ام المؤمنین بیان کرتی ہیں:’’حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ انما اشکوبثی وحزنی الی اللّٰہ۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپ کی قراءت لہردار ہوتی تھی۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 68)

حضرت مولوی رحیم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں قادیان میں آیا۔حضور جس کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ خاکسار اس کمرے کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چلا چلا کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے

کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

(الحکم 21/ جولائی 1934ء صفحہ 4)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کی تلاوت قرآنی کے واقعات عجیب وغریب ہیں اور ان کی متواتر شہادات ان لوگوں سے ملی ہے جنہوں نے بلاواسطہ آپ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔آپ کے کلام میں ایک درد، رقت اور محبت کی لہر ہوتی تھی، باوجودیکہ اس میں موسیقی کا رنگ نہ ہوتا تھا۔مگر اس میں بے انتہا جذب اور کیف آور لہر ہوتی تھی۔آپ کے قرآن مجید پڑھنے کے کئی طریق تھے۔بعض اوقات آپ قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھتے تھے جبکہ آپ کو کوئی مضمون لکھنا ہوتا تھا۔اس کا رنگ بالکل الگ تھا۔بعض اوقات قرآن مجید کی تلاوت اللہ تعالیٰ سے محبت وعشق کی کیفیت میں ایک ہنگامہ خیز کیف پیدا کرنے کے لئے کرتے تھے اور یہ علی العموم آپ رات کو فرماتے تھے جبکہ دنیا سوئی ہوتی تھی۔اس وقت آپ گنگنا کر قرآن مجید پڑھتے اور آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی اور اس کیفیت کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

دل میں ہے میرے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(الحکم 21/ جولائی 1934ء صفحہ 4)

نماز میں تلاوت

حضرت مصلح موعودؓ کی روایت ہے کہ: ”حضرت مسیح موعودؑ جب بوجہ بیماری مسجد میں تشریف نہ لے جاسکتے تھے تو اکثر مغرب اور عشاء کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے اور عشاء کی نماز میں قریباً ناغہ سورہ یوسف کی یہ آیات تلاوت فرماتے مجھے خوب یاد ہے کہ بل سولت لکم سے لے کر ارحم الراحمین تک کی آیات آپ اس قدر دردناک لہجہ میں تلاوت فرماتے کہ دل بیتاب ہو جاتا ہے وہ آواز آج تک میرے کانوں میں گونجتی ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 356)

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اھدناالصراط المستقیم کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یاحی یا قیوم کا بہت تکرار کرتے۔بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے۔

(الفضل 3/ جنوری 1931ء)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں: کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد ادا کی۔آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اول شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کرکے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں یاحی یا قیوم برحمتك استغیث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 12)

عاشقانہ تلاوت

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ میں قادیان میں آیا۔حضور جس کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔خاکسار اس کمرے کے باہر سویا ہوا تھا۔رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چلا چلا کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

(الحکم 21/ جولائی 1934ء صفحہ 4)

اخبار ”الحکم“ کے بانی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (بیعت 7/ فروری 1892ء وفات 5/ دسمبر 1957ء) کا بیان ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ (جب تنہائی میں قرآن کریم پڑھتے تو میں نے اسے سنا ہے) تو اس میں رقت و گداز کی لہریں پیدا ہوتی تھیں۔حضرت اقدس کے رنگ میں میں نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ترنم کرتے پایا ہے۔غرض قرآن کریم کے پڑھتے یا سنتے وقت حضرت اقدس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔

(حیات امین صفحہ 12,11 مرتبہ قریشی عطاء الرحمن صاحب اعوان قادیان اشاعت 1953ء ہمدرد پریس کوچہ چیلان دہلی)

کثرت تلاوت

آپ کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ: ”آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے“۔وہ کہتے ہیں کہ ”میں بلامبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔“

(حیات طیبہ صفحہ 13)

تلاوت کا طریق

حضرت مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے اور ہر لفظ پر انگلی رکھتے تھے۔گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اس کو پڑھنے کی برکت حاصل کر رہی ہے اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔وہاں انگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔“

(ذکر حبیب تقریر جلسہ سالانہ 1956ء صفحہ 16-17)

قرآن پر تدبر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورہ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔

(سیرت طیبہ)

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب (استاد علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال) حضرت مسیح موعودؑ کے قیام سیالکوٹ کے ذکر میں فرماتے ہیں:

حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرانامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 270)

سیالکوٹ کے زمانہ قیام میں آپ کی رہائش کچھ عرصہ کشمیری محلہ میں میاں فضل دین صاحب کے چھوٹے بھائی عمرانامی کشمیری کے مکان پر رہی۔میاں فضل دین صاحب کے عزیزوں میں سے کسی نے شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل مصنف حیات طیبہ کو بتایا کہ حضرت صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب کچہری سے تشریف لاتے تھے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مڑ کر بند نہیں کرتے تھے تا کہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کرکے پہلے دروازہ بند کر لیتے تھے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے اور آپ کا کوئی کام نہ تھا۔بعض آیات لکھ کر دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر ان پر غور کرتے رہتے تھے۔

(حیات طیبہ صفحہ 20)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب آپ کے دعویٰ مسیح موعودؑ سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہ ان کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔

اس وقت آپ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی اور اس تلاوت اور پُرغور مطالعہ نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔جو علم کلام آپ کو دیا گیا۔اس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اس کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے ایک رو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی۔

(حیات احمد صفحہ 135-136)

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب کی روایت ہے کہ ”آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 93)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

اور لوگ تو کوئی مضمون لکھیں تو مختلف کتابیں دیکھتے اور ادھر ادھر سے اپنے مطلب کی باتیں اخذ کر کے مضمون لکھتے ہیں اور کبھی قرآن شریف کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے۔ مضمون لکھنا ہو یا کوئی کتاب تو اس سے قبل آپ بالضرور مقدم طور پر قرآن شریف کو پڑھتے اور اکثر دفعہ میں نے دیکھا کہ سارے کا سارا قرآن شریف پڑھتے اور خوب غور وخوض فرماتے پھر کچھ لکھتے گویا آپ کی ہر تحریر قرآن شریف پر مبنی ہوتی جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا۔ وہ قرآن ہی کے مطالب بیان کئے۔

اگرچہ سارے قرآن شریف کے ساتھ آپ کو تعلق تھا لیکن بالخصوص سورہ فاتحہ کے ساتھ آپ کو بہت تعلق تھا۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں آپ نے سورہ فاتحہ سے کچھ نہ کچھ استنباط اور استدلال کر کے پیش نہ کیا ہو۔ اعجاز المسیح نام ایک کتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر میں عربی زبان میں لکھی۔ ایسا ہی براہین احمدیہ میں بھی ایک حصہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر صرف فرمایا اور اور جگہوں پر بھی بالخصوص اس کی تفسیر و مطالب کو بیان فرمایا۔

(الفضل 15/ جنوری 1926ء)

تفہیم قرآن کے لئے دعا

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن ''سراغ رساں'' گروہ نے آپ کی ''خفیہ سازش'' کو بھانپ لیا یعنی ''انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّی پر رونق افروز ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ ''یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 85)

تدریس قرآن

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مجھے حضرت مولانا نورالدین صاحب سے قرآن پڑھنے اور ان کے درس میں بیٹھنے کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ بلکہ خود بھی مجھ پڑھایا کرتے تھے اور قرآن شریف کے مطالب سمجھایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ 174) دعویٰ سے پہلے قیام سیالکوٹ کے دوران آپ مرزا نظام الدین صاحب اور ایک ہندو وکیل بھیم سین کو قرآن پڑھاتے تھے اس نے تقریباً 14 پارے حضور سے پڑھے تھے (تذکرہ صفحہ 694) حضرت حکیم فضل دینؓ کی خواہش پر ان کو اور حضرت مولوی عبد اللہ سنوری صاحبؓ کو بھی قرآن کا کچھ حصہ پڑھایا تھا۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر 653)

مستورات میں درس قرآن

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (ولادت 1889ء بیعت 1903ء وفات 16/ مئی 1967ء) سلسلہ احمدیہ کے ایک صاحب کشف و الہام اور عالی پایہ بزرگ تھے۔ قرآن کے عاشق اور حدیث رسول کے شیدائی۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ کو اپنے مہمانوں کے احساسات کا اس قدر گہرا خیال تھا ہمارے والدین سے آپ کو بہت ہی محبت تھی۔ خصوصاً والدہ صاحبہ کے ساتھ اور آپ نے والدہ صاحبہ کو کبھی پاؤں دبانے کی اجازت نہیں دی اور اس قدر احترام تھا کہ والدہ صاحبہ کی خاطر قرآن مجید کا درس عورتوں میں جاری کیا اور پہلا درس آپ نے دیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت خلیفہ اولؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو بلا کر کہا کہ والدہ عبدالرزاق رعیہ سے تشریف لائی ہیں اور مجھے ان کے متعلق بہت ہی خیال رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کی خاطر عورتوں میں قرآن مجید کا درس جاری کیا جائے۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے درس دیتے ہوئے یوں تمہید باندھی اور کہا کہ میں سید عبدالستار صاحب کی اہلیہ کو مبارک دیتا ہوں کہ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے دل میں تحریک ڈالی ہے اور عورتوں میں درس جاری کرنے کا انہیں سبب بنایا ہے۔ کاش کہ قادیان کی عورتیں اپنے اندر وہ خوبی رکھتیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ان کے متعلق یہ احساس پیدا ہوتا اور انہیں یہ عزت حاصل ہوتی جو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو عزت حاصل ہوئی ہے۔

(الفضل 28/ جولائی 1938ء صفحہ 4)

سماع قرآن

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا چشم دید بیان ہے کہ: میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام کے ساتھ سیر کے لئے جا رہے تھے اور ان دنوں میں حاجی حبیب الرحمان صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستے کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

(ذکر حبیب صفحہ 323-324 از حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناشر مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان طبع اول دسمبر 1936ء)

مکرم شیخ عبدالرحمان صاحب نے اس واقعہ کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ حضور کو قراءت بہت پسند آئی اور وہیں حضور نے فرمایا کہ روزانہ بعد نماز عشاء ہمیں قرآن مجید سنایا کریں۔ قریباً ایک ماہ وہ حضور کو قرآن مجید سناتے رہے۔

(اصحاب احمد جلد دہم حاشیہ صفحہ 206-207)

جب حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پُرشوکت خاندان تھا اور کسی کو ان کے سامنے کلام کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی حافظ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکرگزاری سے آپ کی خدمت میں رہنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے۔ اس نے کہا کہ مرزا جی! (اس وقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ کیونکہ میں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تو قرآن شریف یاد کیا کر۔

(اصحاب جلد 13 صفحہ 287)

ایک منفرد تفسیر کی خواہش

حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طب جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طب جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں اور اگر خدا نے چاہا اور زندگی نے وفا کی تو میرا ارادہ ہے کہ قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھ کر اس جسمانی اور روحانی تطابق کو دکھلاؤں۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 103)

عاشقان قرآن کا اعتراف

حضور کی تمام کتب ہی نور قرآن سے بھرپور ہیں مگر ان میں براہین احمدیہ کا ایک خاص مقام ہے۔ 1880ء میں آپ نے قرآن مجید کی حقانیت کے ثبوت میں براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآراء کتاب شائع فرمائی جس نے کتاب اللہ کے دشمنوں کو ساکت و لاجواب کر کے انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ مولانا محمد شریف صاحب ایڈیٹر منشور محمدی (بنگلور) نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں مصنف نے صداقت اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت آخر الزمان حق ہے۔

(منشور محمدی 25/ رجب 1300ھ صفحہ 214-217)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کی گواہی

حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدائے عزوجل کی عبادت میں گزارتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور دین اسلام کی حمایت پر اس طرح کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکہ زماں لندن کو بھی دین محمدی قبول کرنے کی دعوت دی ہے اور روس اور فرانس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا ہے اور ان کی تمام تر سعی و کوشش اس بات میں ہے کہ وہ لوگ عقیدہ تثلیث و صلیب کو جو کہ سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لیں۔

(اشارات فریدی جلد 3 صفحہ 69)

رحمت اللہ بندیشہ۔مربی سلسلہ واستاذ جامعہ احمدیہ جرمنی

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا حقیقی مقصد

”شریعت اسلامیہ کا عملاً احیاء“

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾
(الانعام:163)

ترجمہ: اُن کو کہہ دے میری نماز اور میری پرستش میں جدّ و جُہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اُس کی راہ میں ہے۔ وہی ہے جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔

(ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 162)

اس آیت کریمہ میں ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ بلند ترین مقام فنافی اللہ بیان کیا گیا ہے جو عدیم المثال ہے۔ آنحضور ﷺ کی مقدس زندگی کا ایسا دلربا نقشہ بیان کیا گیا ہے جو ہر جہت سے لاثانی اور بے نظیر ہے۔

اس دور آخرین میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے روحانی فرزند جلیل اور آپؐ کے عاشق صادق کو یہ سعادت اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ کلیۃً اپنے آقا ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور کچھ ایسا فنا ہوا کہ اُس ماہتاب ہدایت نے اپنے وجود میں آفتاب ہدایت کا ایک کامل اور حسین عکس پیدا کرلیا۔ غلام صادق کا وجود آقائے نامدار ﷺ کا ظل کامل بن گیا۔ اس کی زندگی آقائے دوجہان ﷺ کی غلامی میں قدم بقدم چلتی ہوئی اس آیت کریمہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔ اُسی تصویر کی جھلکوں میں سے صرف مختصراً ایک جھلک تحریر کرنا میرا مقصود ہے۔ یعنی اگر میں اپنے عنوان کو بیان کرنا چاہوں تو یہ بنتا ہے۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کا مقصد حقیقی شریعت اسلامیہ کا احیاء“

ایک دردمند دل کی کیفیت

19ویں صدی کے آخر میں سارا ملک ہندوستان عیسائیت کی یلغار کی زد میں تھا۔ ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا۔ مسلمان بالکل بے دست و پا تھے اور عیسائیوں کی یلغار، حکومت کی پشت پناہی اور مال و دولت کے بل بوتے پر اُن کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دل میں جو درد اٹھا اور جس طرح خدمت اسلام کا بے پناہ جذبہ ابھرا اس کی کیفیت کا اندازہ آپؑ کی اس دردبھری تحریر سے کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر 1888ء کو درج ذیل اشتہار شائع کیا:

”میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

(مجموعہ اشتہارات بحوالہ سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن 2008ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں شائع کیا ہے جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے۔ اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے:

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کر لے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں جو بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہیں۔ جن کی تفصیل یکم دسمبر 1888ء کے اشتہار میں نہیں لکھی گئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 189-190 ایڈیشن اوّل)

اسلام کی اس حالت زار پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے سینہ میں جو تلاطم برپا تھا اس کا کچھ اندازہ آپؑ کے اشعار سے بھی ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دُنیا کے ہیں عالی منار
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اَے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل دیکھ کر
اَے مری جاں کی پناہ فوج ملائک کو اُتار

بعثت کی دو اغراض یعنی اندرونی و بیرونی فتنوں سے اسلام کی حفاظت:

”یاد رکھو! میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کیلئے کیا سامان کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اس غرض کیلئے مجھے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اُٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔

دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کیلئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کیلئے۔ عمارت ہے تو دنیا کیلئے۔ بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کیلئے۔ دنیاداروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین

کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے؟ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اُس سے تسلّی پاتا ہے۔

اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اُسے حاصل ہے؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ اُن حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور رُوح پیدا کی جاوے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اُس کی امانی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کیلئے ہے۔ اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔

(لیکچر لدھیانہ بحوالہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 293-295)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السّلام کے دل میں جس قدر خدمت اسلام کی تڑپ تھی اور جس طرح یہ لگن آپ کو لگی ہوئی تھی اُس کی حدّ وبست کا اندازہ کرنا انسانی عقل وفہم کے بس میں نہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بباعث اپنی طبیعت میں فطرتی عاجزی اور انکساری کے بے پناہ جذبات واحساسات کے اظہار میں حد درجہ اخفاء اور اِحتیاط سے کام لیتے تھے۔ لیکن یہ جذبہ خدمت اسلام تو آپؑ کے رگ وریشہ میں اس گہرائی تک سرایت کر چکا تھا کہ وہ آپ کے حرف حرف اور زندگی کی ہر ادا سے چھلک چھلک پڑتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ

’’میں اُس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اس نے ایمانی جوش اسلام کی اِشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اِس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔۔۔۔ اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ رُوح ملی ہے کہ دُکھ اُٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے مجھے آپ مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔۔۔ اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 35-36)

مسیح اور مہدی کی حیثیت

’’عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔۔۔ اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد ومولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد ملحقہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد بحوالہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ نمبر 28-29)

’’مسیح موعود کے وجود کی علّتِ غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دُور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔‘‘

(کتاب البریہ حاشیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ نمبر 262)

’’اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ سو اے حق کے طالبو! سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردّ مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایماناً کہو کہ حضرت آدم سے لے کر تا ایندم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہو سکتے ہیں واقعات موجودہ کو نظر انداز مت کرو تا تم پر کھل جائے کہ یہ تمام ضلالت وہی سخت دجّالیت ہے جس سے ہر یک نبی ڈراتا آیا ہے جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدّد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی ہی امت ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام بحوالہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251-254)

’’یہ عاجز تو محض اِس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ ہے۔‘‘

(حجۃ الاسلام بحوالہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ نمبر 52-53)

’’مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ ومراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اِسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہو گا بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علّت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اوّل قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہو گا اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہو چکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو نادان عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار کرتے تھے اور آج وہ زمانہ ہے جو تمام پادری ہمارے سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں پیشگوئیاں ظہور میں آرہی ہیں اور خوارق لوگوں کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔ پس کیا ہی وہ انسان نیک قسمت ہے کہ اب ان انوار اور برکات سے فائدہ اٹھائے اور ٹھوکر نہ کھائے۔‘‘

(کتاب البریہ حاشیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ نمبر 291 - 298)

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، بحوالہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کرنا

اس بابت جس قدر جوش آپؑ میں پایا جاتا تھا۔ ذرا اس کا اندازہ لگائیے۔ فرمایا:

’’اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہو گا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 100)

پھر اِسی تسلسل میں اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

’’میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذّت سے حظّ

بقیہ صفحہ 4 پر

مرزا خلیل احمد بیگ۔استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ لغوی معارف

’’رَبٌّ‘‘ اور ’’أَبٌ‘‘ کے کلمات میں معنوی فرق

ایک عیسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام باپ بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور قرآن میں یہ نام نہیں آیا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم میں آئے ہوئے لفظ ’’رَبٌّ‘‘ اور باپ کے لئے استعمال ہونے والے عربی لفظ ’’أَبٌ‘‘ کے معانی بیان فرمائے ان کے فرقوں سے عظیم لغوی معارف بیان فرمائے جو قارئین کی نظر کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لفظ رب کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’ایک اور لفظ کی چند خوبیاں بیان کرتے ہیں سو وہ لفظ ربّ کا ہے جو قرآنی الفاظ میں سے ہم نے لیا ہے۔ یہ لفظ قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ اور پہلی ہی آیت میں آتا ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے: ’’اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ‘‘ (الفاتحہ:2)۔ لسان العرب اور تاج العروس میں جو لُغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں رب کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مالک۔سیّد۔ مدبر۔مربی۔ قیّم۔منعم۔متمم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔

منجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیوں کہ قبضہ تامہ ہو اور تصرف تمام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں۔

اور سیّد لُغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو اپنے دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اس کے حلقہ بگوش ہوں سو بادشاہ اور سید میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے اور سید کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود بخود متابعت کرتے ہیں اور سچی محبت سے اس کو سیّد نا کر کے پکارتے ہیں اور ایسی متابعت بادشاہ کی اس وقت کی جاتی ہے کہ جب وہ بھی لوگوں کی نظر میں سید قرار پاوے۔غرض سیّد کا لفظ بھی حقیقی طور پر بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر بولا نہیں جاتا کیونکہ حقیقی اور واقعی جوش سے اطاعت جس کے ساتھ کوئی شائبہ اغراض نفسانیہ کا نہ ہو بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی سچی اطاعت روحیں کرتی ہیں کیونکہ وہ ان کی پیدائش کا حقیقی مبدا ہے۔ اس لئے طبعاً ہر یک روح اس کو سجدہ کرتی ہے بت پرست اور انسان پرست بھی اس کی اطاعت کے لئے ایسا ہی جوش رکھتے ہیں جیسا کہ ایک موحّد راستباز مگر انہوں نے اپنی غلطی سے اور قصور طلب سے اس زندگی کے سچے چشمہ کو شناخت نہیں کیا بلکہ نابینائی کی وجہ سے اس اندرونی جوش کو غیر محل پر وضع کر دیا تب کسی نے پتھروں کو اور کسی نے رام چندر کو اور کسی نے کرشن کو اور کسی نے نعوذ باللہ ابن مریم کو خدا بنا لیا۔ لیکن اس دھوکہ سے بنایا کہ شاید وہ جو مطلوب ہے یہ وہی ہے۔ سو یہ لوگ مخلوق کو حق اللہ دے کر ہلاک ہو گئے۔ ایسا ہی اس حقیقی محبوب اور سیّد کی روحانی طلب میں ہوا پرستوں نے دھوکے کھائے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ایک محبوب اور ایک حقیقی سید کی طلب تھی مگر انہوں نے اپنے دلی خیالات کو اچھی طرح شناخت نہ کر کے یہ خیال کیا کہ وہ حقیقی محبوب اور سید جس کو روحیں طلب کر رہی ہیں اور جس کی اطاعت کے لئے جانیں اچھل رہی ہیں وہ دنیا کے مال اور دنیا کے املاک اور دنیا کی لذات ہی ہیں مگر یہ ان کی غلطی تھی بلکہ روحانی خواہشوں کا محرک اور پاک جذبات کا باعث وہی ایک ذات ہے جس نے فرمایا ہے: ’’وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ‘‘ (الذاریات: 57) یعنی جن اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قویٰ کا میں ہی مقصود ہوں وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے کہ تا مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں سو اس نے اس آیت میں اشارہ کیا کہ جن و انس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بت پرستی نہ انسان پرستی کیونکہ ہر یک خطا صواب کی تلاش میں پیدا ہوا ہے۔غرض سیادت حقیقی اُسی ذات کے لئے مسلّم ہے اور وہی واقعی طور پر سیّد ہے۔

اور منجملہ ان تین ناموں کے جو خدا تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں مُدّبر بھی ہے اور تدبیر کے معنی ہیں کہ کسی کام کے کرنے کے وقت تمام ایسا سلسلہ نظر کے سامنے حاضر ہو جو گذشتہ واقعات کے متعلق یا آئندہ نتائج کے متعلق ہے اور اس سلسلہ کے لحاظ سے وضع شیئ فی محلّہ ہو اور کوئی کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو اور یہ نام بھی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی غیر پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ کامل تدبیر غیب دانی پر موقوف ہے اور وہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے مسلّم نہیں۔

اور چار باقی نام یعنے مربی۔ قیّم۔منعم۔متمم۔ خدا تعالیٰ کے ان فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اُس کے بندوں پر جاری ہیں۔

چنانچہ مربی کا لفظ بظاہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے کہ جس قدر خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام شاخوں کی پرورش ہو اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو ایسا ہی جس نقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کے مبادی شروع ہوتے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا ہے اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنے نہایت ہی وسیع ہیں اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے اور خالق وغیرہ الفاظ رب کے اسم کی فرع ہیں۔

اور قیّم کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا۔

اور منعم کے یہ معنی ہیں کہ ہر یک قسم کا انعام اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رو سے پا سکتی ہے اور بالطبع اس نعمت کے خواہاں ہے وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہر یک مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ ایک جگہ فرماتا ہے: قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی ﴿۵۱﴾ (طہٰ:51) یعنے وہ خدا جس نے ہر یک چیز کو اس کے مناسب حال کمال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالات مطلوبہ کے لئے رہنمائی کی پس یہ انعام ہے کہ ہر یک چیز کو اول اس کے وجود کی رو سے وہ تمام قویٰ وغیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے پھر اس کے حالات مترقبہ کے حصول کے لئے اس کو راہیں دکھائی جائیں۔

اور متمم کے یہ معنی ہیں کہ سلسلہ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے اور ہر یک پہلو سے اس کو کمال تک پہنچایا جائے۔

سو ربّ کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اول میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ انگریز عیسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام باپ بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور قرآن میں یہ نام نہیں آیا۔

مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت پر یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے کیونکہ ہر یک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اس کو دے نہیں سکی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کا کلام بھی لغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہل عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اول لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ خلعت کہاں تک اس کو عطا کی ہے اب اس قاعدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ ’’أَبٌ‘‘ یعنی باپ کا لفظ لُغت کی رو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی الحقیقت دوسرے انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تب اس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا ’’أَبٌ‘‘ یعنی باپ ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ خدائے قادر مطلق کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحم عظیم سے مناسب حال اس کے انعام کرنے والا اور خود اس کا حافظ اور قیّوم ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو ’’أَبٌ‘‘ یعنی باپ کے لفظ سے ادا کیا جائے بلکہ لغت نے اس کے لئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو ربّ کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رو سے بیان کر چکے ہیں اور ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آئے ہیں پس اس تحقیق سے ظاہر کہ ابٌ یعنی باپ کا لفظ خدائے تعالیٰ کی نسبت استعمال کرنا ایک سوء ادب اور ہجو میں داخل ہے۔

اور جن لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو اَبٌ کر کے پکارتے تھے اور درحقیقت جناب الٰہی کو اپنا باپ ہی یقین رکھتے تھے انہوں نے نہایت مکروہ اور جھوٹا الزام ابن مریم پر لگایا ہے

کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح ایسی نادانی کے مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں ناطاقتی اور کمزوری اور بے اختیاری ہر یک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جلّ شانہ کی نسبت اختیار کریں۔ ابن مریم علیہ السلام کو یہ اختیار ہرگز نہیں تھا کہ اپنی طرف سے لغت تراشی کریں اور لغت تراشی بھی ایسی بے ہودہ جس سے سراسر جہالت ثابت ہو۔ پس جس حالت میں لغت نے ’’أَبٌ‘‘ یعنی باپ کے لفظ کو اس سے زیادہ وسعت نہیں دی کہ کسی نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں گرے اور پھر وہ نطفہ نہ گرانے والے کی کسی طاقت سے بلکہ ایک اور ذات کی قدرت سے رفتہ رفتہ ایک جاندار مخلوق بن جائے تو وہ شخص جس نے نطفہ گرایا تھا لغت کی رو سے ’’أَبٌ‘‘ یا باپ کے نام سے موسوم ہوگا اور ’’أَبٌ‘‘ کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں۔۔۔ اب جبکہ اَبٌ کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگذاری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہوجائے یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا خیال بھی شرط نہیں اور اس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے بلکہ وہ اسی ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رو سے ’’أَبٌ‘‘ یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اس قادر مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرت کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیوں کر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو بکرے پر بولا گیا۔ بیل پر بولا گیا۔سؤر پر بولا گیا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی بولا جائے یہ کیسی بے ادبی ہے۔۔۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ ’’أَبٌ‘‘ یا باپ کا لفظ جس کو ناحق بے ادبی کی راہ سے عیسائی نادان خدا تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں لغات مشترکہ میں سے ہے یعنی ان عربی لفظوں میں سے ہے جو تمام ان زبانوں میں پائے جاتے ہیں جو عربی کی شاخیں ہیں اور تھوڑے تغیر و تبدل سے ان میں موجود ہیں چنانچہ درحقیقت فادر اور پتا اور باپ اور پدر وغیرہ اسی عربی لفظ کی خراب شدہ صورتیں ہیں جس کو ہم ان شاء اللہ اپنے محل پر بیان کریں گے اور لغت کی رو سے یہ لفظ چار مادوں کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔

(1)۔ اباء سے کیونکہ اباء اس پانی کو کہتے ہیں جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک مرد میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور اسی پانی سے حکیم ذوالجلال بچہ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے اس پانی کا منبع اب کے نام سے موسوم ہوا اور اسی لحاظ سے عرب کے لوگ عورت کی شرم گاہ کو بھی ابو دارس کہتے ہیں اور دارس حیض کا نام ہے یعنی حیض کا باپ چونکہ حیض بھی ایک مدت دراز تک منقطع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو بھی بطریق مجاز ایک پانی تصور کر کے عورت کی شرم گاہ کا نام ابو دارس رکھا گیا ہے گویا وہ بھی ایک کنواں ہے جس کا پانی منقطع نہیں ہوتا۔

اور دوسرے ابی کے لفظ سے نکالا گیا ہے کیونکہ ابی کے معنی لغت میں رک جانے اور بس کر جانے کے بھی ہیں چونکہ اس کام میں نر جو باپ کہلاتا ہے صرف نطفہ ڈالنے پر بس کر جاتا ہے اور آگے اس کا کوئی کام نہیں بلکہ اُمّ جس کے معنے اَبْ کی نسبت بہت وسیع ہیں اپنے رحم میں اس نطفہ کو لیتی ہے اور اسی کے خون سے وہ نطفہ پرورش پاتا ہے پس اَبْ کی وجہ تسمیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے۔

تیسرے اباء کے لفظ سے مشتق ہے کیونکہ اباء سرکنڈہ کو کہتے ہیں چونکہ نر کا عضو تناسل سرکنڈے سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس کا نام اَبْ یعنی باپ ہوا۔

چوتھے۔ابی کے لفظ سے جو سقوط اشتہاء کو کہتے ہیں چونکہ فراغت کے بعد مرد کی خواہش منقطع ہو جاتی ہے اس لئے یہ جزو بھی وجہ تسمیہ اَبْ میں ماخوذ ہے۔

غرض یہ چار جزو ہیں جو اُس قانون قدرت میں پائی جاتی ہیں جو باپ کے متعلق ہے لہٰذا انہیں کی بناء پر اَبْ کا نام اَبْ رکھا گیا اور جبکہ اَبْ کا وجہ تسمیّہ معلوم ہو چکا تو دوسری زبانوں میں جو اس کے عوض میں نام بولا جاتا ہے جیسا کہ باپ یا فادر یا پدر یا پتا وغیرہ ان کی وجوہ تسمیہ بھی ساتھ ہی معلوم ہوگئیں کیونکہ وہ سب اسی زبان سے نکلی ہیں اور وہ الفاظ بھی درحقیقت عربی بگڑی ہوئی ہے اب ذرا شرم اور حیا سے سوچنا چاہیئے کہ کیا ایسا لفظ جس کی وجوہ تسمیہ یہ ہیں خدا تعالیٰ پر اطلاق کر سکتے ہیں!؟‘‘

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 152-158 حاشیہ)

بقیہ: وقف زندگی......از صفحہ 12

بقیہ: وقف زندگی......از صفحہ 12

بن پڑے کریں۔ پھر فرمایا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 215)

للّٰہی وقف کا مقام

مگر بموجب منشاء ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لیے وقف کر دے اور یہ للّٰہی وقف کہلاتا ہے۔ اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہنچتا ہے تو اس میں ممارہتا ہی نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ مما کی حد کے اندر ہے اس وقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہنچا جو قرآن مجید کی ہے۔ لیکن کامل اسی وقت ہوتا ہے جب یہ حد نہ رہے اور اس کا وجود اس کا ہر فعل، ہر حرکت وسکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لیے وقف ہو دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ مما رزقھم ینفقون کا کمال یہی ہے جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے منشاء کے موافق ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 612)

خدمت دین کو ایک فضل الٰہی جانو

مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں حضرت ابراہیم اس بات پر روتے دھوتے نہ رہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے بیٹا مانگا ہے بلکہ انہوں نے اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کیا کہ ایک خدمت کا موقعہ ملا ہے لڑکے کی ماں نے بھی رضامندی دی اور لڑکا بھی اس بات پر راضی ہوا۔ ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مسجد کا مینار گر گیا تو شاہ وقت نے سجدہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس خدمت میں سے حصہ لینے کا موقعہ دیا ہے جو بزرگ بادشاہوں نے اس مسجد کے بناء کرنے میں حاصل کی تھی۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 418)

دعا کا تحفہ

نظر بد سے بچنے کی دُعائیں

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ وحسینؓ کو اس دُعا سے دم کرتے اور فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے لئے انہی الفاظ میں الٰہی پناہ مانگا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَآمَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّۃٍ

(بخاری کتاب الانبیاء)

ترجمہ: میں اللہ کے کامل ومکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں موذی شیطان اور جانور سے اور ہر نظر بد سے۔

حضرت عامر بنؓ ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک ساتھی پر نظر کا اثر ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے وہ اچھے ہو گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصَبَھَا

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 447)

ترجمہ: اے اللہ! اس سے ہر قسم کا بد اثر ذائل کر دے اور اسے اس مصیبت سے چھٹکارا دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 149-150)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

رانا طاہر احمد

وقف زندگی کی اہمیت

تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے پس تم میں ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ ہو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 138-139)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان حیات طیبہ کا وارث نہیں ہوسکتا جب تک کہ وقف کی روح پیدا نہ کرے۔ فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تا کہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔۔۔۔ ایک نیستی اور تذلیل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کر دے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنادے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 364)

غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو سونپ دی۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369)

حضرت مسیح موعودؑ کا ذاتی شوق اور دلی تمنا

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

وقف خدا کا محبوب بناتا ہے

اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں ان کے ساتھ وہ رافت اور محبت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرہ:208) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور سعادت سمجھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 364)

راحت اور دائمی لذت کا ذریعہ

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جائے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

سستی دور کرنے اور ہوشیار رہنے کا ذریعہ

یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنادیتا ہے سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 365)

ہم و غم سے نجات کا ذریعہ

جو اس اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ چشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 344)

یاد رکھو! یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ (البقرہ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔

یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب وافکار سے خواہشگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جائے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرام اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے وارث نہیں ٹھہرے۔ پھر اب کوئی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جائے۔

(جلد اول صفحہ 369-370)

عمر بڑھانے کا نسخہ

انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے خالص خادموں کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے یونہی چلی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 563)

جو لوگ دین کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں ان کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں عمریں بڑھائی جاویں گی۔ اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے ان کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم دین نہیں ہوسکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہیں کہ مالک جب چاہے اسے ذبح کر ڈالے اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ

(الرعد: 18)

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 283)

عمدہ موت کا ذریعہ

حکیم آل محمد صاحب تشریف لائے اور حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا اور عرض کی کہ امروہہ میں میرا یہی کام ہے کہ اس سلسلہ الٰہی کی اشاعت کروں اور اسی خدمت میں میری جان نکل جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

اس سے بڑھ کر اور کیا دینی خدمت ہوگی۔ مرنا تو ہر ایک نے ہی ہے اور اس جان نے ایک دن اس قالب کو چھوڑنا ضرور ہے مگر کیا عمدہ وہ موت ہے جو خدمت دین میں آوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 484)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا حقدار بننے کا ذریعہ

جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کا سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ فرمایا۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے

بقیہ صفحہ 11 پر

رپورٹ: سلطان احمد وڑائچ۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

آئیوری کوسٹ کے شہر تافیرے میں مسجد طاہر کا افتتاح

تافیرے (Tafiré) آئیوری کوسٹ (Côte d'Ivoire) کے شمال میں واقع ایک قصبہ ہے جس کی آبادی 20ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ آج سے تقریباً 25سال قبل ہوا۔جس کے بعد نمازوں کی ادائیگی لمبے عرصہ تک معلم ہاؤس میں ہوتی رہی۔ 2021ء میں یہاں جماعت کو باقاعدہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جس کا باقاعدہ افتتاح 26/ فروری 2023ء کو عمل میں آیا ہے۔

مسجد کی تعمیر کے لئے قطعہ زمین مقامی احمدی گھرانوں میں سے ایک گھرانہ (La FamilleTuo) نے پیش کیا۔ یہ قطعہ زمین شہر کے وسط میں سے گزرنے والی ہائی وے جو کہ آئیوری کوسٹ کے دارالحکومت کو دو ہمسایہ ممالک برکینا فاسو اور مالی سے ملاتی ہے کے کنارے پر واقع ہے۔ دسمبر 2020ء میں مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور جون 2021ء تک مسجد کی عمارت کا ڈھانچہ مکمل کرلیا گیا۔ اس دوران شہر کے ایک غیر احمدی مخیر دوست کو مسجد کی تعمیر کا علم ہوا تو انہوں نے مسجد کی تزئین وآرائش کا تمام کام اپنے خرچ پر کروانے کی پیش کش کی اور چند ماہ کے عرصہ میں تمام کام مکمل کروادیئے۔ جو کام موصوف نے کروائے اس میں مسجد کے فرش کی ٹائلز اور چھت کی سیلنگ وغیرہ کے علاوہ بیوت الخلاء کی تعمیر بھی شامل تھی۔ ان تمام کاموں پر خرچ کا اندازہ تقریباً تین ہزار برطانوی پاؤنڈ بنتا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

تعمیراتی کام مکمل ہونے کے بعد مورخہ 26/ فروری 2023ء کو مسجد کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب منعقد کی گئی جس میں شرکت کرنے کے لئے امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ مکرم عبد القیوم پاشا صاحب وفد کے ہمراہ ایک روز قبل تافیرے پہنچ گئے۔ مرکزی وفد میں صدر صاحب مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ مکرم تیرو الحسن صاحب، مکرم جابی مصطفی صاحب (Diaby Moustafa) صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ اور صدر لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ کے علاوہ نیشنل عاملہ کے متعدد اراکین شامل تھے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز 26/ فروری کی صبح تقریباً پونے گیارہ بجے ہوا۔ تلاوت قرآن مجید بمع فرنچ ترجمہ اور قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد مقامی صدر جماعت مکرم Ibrahim Dicko صاحب نے مقامی روایات کے مطابق حاضرین کو خوش آمدید کہا جس کے بعد اس بابرکت تقریب کی پہلی تقریر مکرم Dosso Zoumana صاحب نے جماعت کے عمومی تعارف کے عنوان سے کی۔ دوسری تقریر اسلام اور مذہبی رواداری کے عنوان پر تھی جو کہ مکرم جابی مصطفی صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ نے کی۔ اپنی تقریر میں مکرم صدر صاحب نے قرآن کریم اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں مذہبی آزادی اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کی اہمیت بیان کی۔ ان دو تقاریر کے بعد شہر کے بڑے غیر احمدی امام کے نمائندہ نے مختصر تقریر کی اور جماعت کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دی۔ اگلی مختصر تقریر شہر کی ڈپٹی میئر مکرمہ کونے آوا صاحبہ Koné Awa کی تھی جس میں انہوں نے جماعتی مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

ان کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی جس میں انہوں نے اسلام میں مسجد کی تعمیر کی اہمیت اور اس کے مقاصد بیان کئے نیز بتایا کہ پر امن معاشرے کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ کی تعلیمات مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان تعلیمات میں حقوق العباد کی ادائیگی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔تقریب کی آخری تقریر علاقہ کے ڈپٹی گورنر مکرم Jean-Marie Poho صاحب نے کی جس میں موصوف نے جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کے کاموں کی تعریف کی۔ تقاریر کے بعد مسجد کے افتتاح کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کرکے مکرم امیر صاحب نے ڈپٹی گورنر کے ہمراہ مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا اور اجتماعی دعا کروائی۔جس کے بعد تمام مہمانان خصوصی نے مسجد کے اندورنی حصہ کا وزٹ کیا۔ اس دوران مسجد میں نصب MTA اور اس پر نشر ہونے والے تربیتی اور تبلیغی پروگراموں کا تعارف بھی کروایا گیا۔مسجد کا نام ''مسجد طاہر'' رکھا گیا ہے مسجد کی چوڑائی 8 میٹر جبکہ لمبائی 11 میٹر ہے اور اس میں تقریباً 125 افراد کے بیک وقت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

مسجد کے افتتاح کی تقریب میں علاقہ کے ڈپٹی گورنر اور ڈپٹی میئر کے علاوہ مقامی gendarmerie کے کمانڈر مکرم N'zakilizou Douadio صاحب بھی موجود تھے۔ شاملین تقریب کی کل تعداد 300 سے زائد تھی جن میں سے تقریباً نصف غیر از جماعت افراد تھے جن تک الحمدللہ نہایت موثر رنگ میں جماعت کا پیغام پہنچا۔ اسی طرح علاقہ کی دس سے زائد جماعتوں سے افراد جماعت اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر میڈیا کے دو نمائندگان بھی موجود تھے جنہوں نے تقریب کے حوالہ سے رپورٹس تیار کیں یہ رپورٹس تین آن لائن

اخبارات AIP,Opera news,Abidjan.net پر شائع ہوئیں جبکہ ایک مقامی اخبار Fraternité Matin میں اس پروگرام کی خبر شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو علاقہ میں حقیقی توحید کے قیام کا ذریعہ بنا دے اور مقامی افراد جماعت کو ایمان و ایقان میں بڑھائے۔ آمین

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول وعرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ وشمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا: وَکَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطّر کیا۔''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 606)

انجینئر محمود مجیب اصغر۔سویڈن

تجھ کو مولا نے کیا عطر رضا سے ممسوح

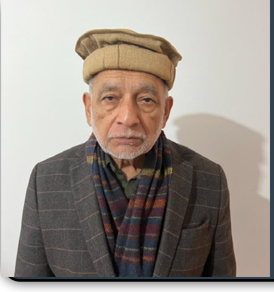

تجھ کو مولا نے کیا عطر رضا سے ممسوح
یہ مہک گلشن عالم میں بسا دے ساقی

پیشگوئی مصلح موعود کے مرکزی نقطہ ”نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہو“ کو جناب ثاقب زیروی صاحب نے اوپر شعر میں خوب موزوں کیا ہے

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے:

قرآن کریم نے ہمیں یہ دعا سکھائی: رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (التحریم:9) کہ اے ہمارے رب تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نوع انسانی کے لئے ایک کامل نور بنا کر بھیجا تو اس نور سے ہمیں بھی حصہ دیا اپنی رحمت اور فضل سے اے خدا! اس نور کو ہمارے لئے مکمل کر تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں 1965ء - 1975ء)

اس نور سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو حسب مراتب حصہ دیا اور اسی نور کا پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے جو مصلح موعود کو دیا گیا۔ خدا سے خبر پا کر 20/ فروری 1886ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی جس کا مرکزی نقطہ ”نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا“ ہے آگے فرمایا:

”ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا“

(اشتہار 20/ فروری 1886ء)

اپنی کتاب سراج منیر (اشاعت 1897ء) میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ”پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36)

پسرش یادگار مے بینم

یہ وہی پسر موعود مصلح موعود تھا جس کے بارے میں خدا سے الہام پاکر حضرت نعمت اللہ ولی نے 850 سال پہلے ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی

چوں زمستان بے چمن بگذشت
شمس خوش بہار مے بینم

یعنی جب کہ زمستان بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا یعنی مجدد وقت ظہور کرے گا۔

دور اوچوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لڑکا پارسا دے گا جو اسی کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہوجائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 373)

حضرت مصلح موعودؓ کا طویل زمانہ خلافت

پیشگوئی مصلح موعود میں 52 علامات کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو 52 سال کا زمانہ خلافت عطا فرمایا 12/ جنوری 1889ء کو آپ پیدا ہوئے 14/ مارچ 1914ء کو آپ خلافت ثانیہ کے منصب پر متمکن ہوئے اور 7 اور 8/ نومبر 1965ء کی درمیانی شب آپ نے وفات پائی۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بھی واضح اشارہ فرمایا تھا:

”ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش رک نہیں سکا کہ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے 78 برس تک انہوں نے خلافت کی 22 برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 118)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت مصلح موعود کے وصال کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ آیا یعنی دسمبر 1965ء اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق پر تقریر فرمائی اور فرمایا ”وہ ایک نور تھا وہ الٰہی وعدہ ’نور آتا ہے نور‘ کے مطابق 14/ مارچ 1914ء کو ہمارے افق پر طلوع ہوا اور 7/ نومبر 1965ء کی رات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون“

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 52)

اس نشان کی قدر و منزلت

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں لکھا ہے کہ میں اپنے موعود فرزند نشان الٰہی کی قدر کرنا باقی دوسروں کی قدر سے بھی زیادہ فرض سمجھتا ہوں۔“

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 363 - 364)

پیشگوئی کا مرکزی نقطہ۔ ”نور آتا ہے نور“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا: ”مذکورہ پیشگوئی میں پسر موعود کی جو بنیادی صفت اور خاصیت بتائی گئی ہے وہ یہ ہے ”نور آتا ہے نور“ باقی تمام خواص اس مرکزی نقطہ کے گرد گھومتے ہیں گزشتہ باون برس تک ہم نے انوار الٰہیہ کو اس پاک نفس پر بارش کی طرح برستا ہوئے دیکھا اور خود ہم نے مشاہدہ کیا کہ وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ میں کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتو ڈالتے رہے تھے وہ نظر احدیت کا منظور تھا جس پر فضل ربانی کا عظیم الشان سایہ تھا اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا تھا کہ قادر مطلق کا نور اس کی صحبت میں، اس کی توجہ میں، اس کی ہمت میں، اس کی دعا میں، اس کی نظر میں، اس کے اخلاق میں، اس کی خوشنودی میں، اس کے غضب میں، اس کی رغبت میں، اس کی نفرت میں، اس کی حرکت میں، اس کے سکون میں، اس کے نطق میں اس کی خاموشی میں، اس کے ظاہر میں اور اس کے باطن میں ایسا بھرا ہوا تھا جیسے ایک مصفّٰی شیشہ ایک نہایت عمدہ اور اعلیٰ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ہم میں سے بہتوں نے اس کے فیض صحبت اور اس سے دلی تعلق پیدا کرکے وہ نورانی برکات حاصل کیں جو مجاہدات شاقہ سے بھی حاصل نہیں ہوسکتیں اور اس سے ارادت اور عقیدت کا تعلق پیدا کرنے سے ہم میں سے بہتوں کی ایمانی حالت نے ایک دوسرا ہی رنگ پکڑا جس سے ان میں نیک اخلاق ظاہر کرنے کی طاقت پیدا ہوگئی اور نفس امارہ پر زوال آ گیا اور جن خوش بختوں کو اس کی طویل صحبت میسر آئی وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ حضرت مصلح موعود کا پاک وجود اپنی ایمانی قوتوں میں اخلاق حالتوں سے انقطاع عن الدنیا اور توجہ الی اللہ میں، محبت الٰہی میں، شفقت علی العباد میں، وفاء، رضا، استقامت میں اس عالی مرتبہ پر تھا جس کی نظیر آج کی دنیا میں ملنی ممکن نہیں غرضیکہ اس کی نورانیت اس سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں کو ہر وقت اور ہر آن منور کرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ”نور آتا ہے نور“ اور خدا شاہد ہے کہ پسر موعود کے شامل حال ایک عظیم الشان نور تھا“

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 50-51)

حضرت عبد اللہ غزنوی نے کشفاً دیکھا تھا کہ ایک نور آسمان سے گرا اور وہ قادیان پر نازل ہوا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو الہاماً بتایا گیا: انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ (کہ میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور خلیفہ ہوں) پس یہ وہی نور تھا جو مسیح موعود کے مثیل اور خلیفہ مصلح موعود کو بھی عطا کیا گیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ سے جاری ہوا تھا۔

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہر کے وقت ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید سے فرمایا کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

”توجہ سے دعا کرو باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 502)

فی امان اللہ
خدا حافظ و ناصر

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نہایت پیارے قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر روزنامہ الفضل آن لائن لندن، الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انضمام کو جماعت اور احباب جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

الفضل آن لائن لندن کے پلیٹ فارم سے آج مؤرخہ 22/مارچ 2023ء آخری شمارہ بعنوان خصوصی نمبر یوم مسیح موعودؑ جزو دوم ملاحظہ کر رہے ہیں اور 23/مارچ 2023ء سے سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل ان شاء اللہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

قریباً عرصہ سوا تین سال میں الفضل آن لائن لندن کے 924 کے قریب شمارے منظر عام پر آئے جن میں کئی خصوصی نمبرز بھی شامل ہیں۔ ان شماروں کی تیاری اور کامیابی میں آپ قارئین کرام، کارکنان وممبران ٹیم الفضل، کارکنان آئی ٹی ٹیم، مترجمین کی ٹیم، نمائندگان، رضا کارانہ خدمت بجالانے والے مرد حضرات و خواتین، مضمون نگار، مراسلہ نگار، شعرائے کرام اور 40 سے زائد کتب کو ترتیب دینے والے بہت سے کرمفرماؤں کی شبانہ روز محنت، ترویج و تشہیر کے لئے کوششیں، دعائیں اور مدد شامل حال رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن بہت مختصر عرصہ میں ہزاروں سے نکل کر لاکھوں اخبار بینوں کے ہاتھوں میں جانا شروع ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

ادارہ ان تمام قربانیوں، محنت اور معاونت کرنے پر جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً فی الدنیا والآخرۃ کی دعا دیتے ہوئے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہورہا ہے۔ آپ کے بے مثال تعاون پر خاکسار نہایت ممنون ہے اور ایک خط کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کی درخواست کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے ساتھ ہو اور اپنے انعامات و فیوض سے نوازتا چلا جائے۔ رمضان کے مبارک ایام میں خصوصی طور پر مجھے اور میرے ساتھ الفضل آن لائن کو پروان چڑھانے والے تمام دوستوں ومستورات کو جن میں سے بعض نے پردہ کے پیچھے رہ کر الفضل کی خدمت کی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ہر انسان دوسرے انسان سے کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ خاکسار کو آپ تمام سے ہی کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ

خاکسار سے مؤرخہ 23/مارچ 2023ء سے درج ذیل میل، ٹیلی فون اور واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

hanifahmadmahmood@hotmail.com

+447376159966

خدا حافظ ! کَانَ اللّٰہُ مَعَکُم۔ نَفَّعَ اللّٰہُ بِکُمْ وَرَفَعَ قَدْرَکُم

خاکسار آخر میں الفضل انٹرنیشنل کے کارکنان کے لئے بھی دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لگائے ہوئے اس درخت کو عمدگی سے پروان چڑھانے کی توفیق دے اور ان کا حامی و مددگار ہو۔ آمین

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن لندن

15/ مارچ 2023ء

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: محمد اکرم محمود۔ صدر مجلس انصار اللہ و نمائندہ الفضل آن لائن

تبلیغی اسٹال مجلس انصار اللہ ڈنمارک

مجلس انصار اللہ ڈنمارک کو پہلی بار ڈنمارک میں منعقد ہونے والے ایک میلہ جو کہ جسم، دماغ اور روح کے موضوع پر منعقد کیا جاتا ہے میں شرکت کی توفیق ملی۔ اس میلہ کا انعقاد مؤرخہ 3 تا 5/ فروری برانڈبی کوپن ہیگن میں واقع ایک اسٹیڈیم کے ہال میں کیا گیا۔ اس میلہ میں سو سے زائد آرگنائزیشنز نے مختلف اسٹال لگائے۔ جن میں مختلف عیسائی چرچ، بدھسٹ، اور دیگر تنظیموں کے اسٹال تھے۔ اس میلہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس کو وزٹ کرنے والے اکثر روحانی اور جسمانی امور کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے متلاشی نظر آتے تھے۔

الحمد للہ مجلس انصار اللہ ڈنمارک کو امسال اس میلہ میں تین دن شرکت کی توفیق ملی۔ 15 انصار اور خدام مختلف اوقات میں اسٹال پر ڈیوٹیاں دیتے رہے اور اسٹال پر آنے والے مہمانان کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اس میلہ کی آرگنائزر نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ ہم اسلام کی نمائندگی میں اس میلہ میں شامل ہیں اور یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ کسی اسلامی تنظیم سے کوئی باقاعدہ اس میں شامل ہوا ہے۔

پانچ ہزار سے زائد لوگوں نے اس میلہ کو وزٹ کیا۔ ہال میں داخلہ کے لئے 110 کرونز کا ٹکٹ مقرر تھا۔

الحمد للہ یہ تبلیغی اسٹال بہت کامیاب رہا۔ کئی احباب نے قرآن مجید خریدہ اور اسی طرح مختلف جماعتی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ اسٹال پر قرآن مجید سننے کا بھی انتظام تھا جہاں لوگ ہیڈ فون لگا کر قرآن کریم کی تلاوت کو سنتے۔

اللہ تعالیٰ تمام شاملین اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

فقہی کارنر

ہم کفو رشتہ بہتر ہے لازمی نہیں

ایک دوست کا سوال پیش ہوا کہ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کے ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اگر حسب مراد رشتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو۔ ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں وہ کسی کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہر حال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے، جائز نہیں ہے۔

(بدر 11/ اپریل 1907ء صفحہ 3)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 606)

ایک سبق آموز بات

کلام الامام

میری حالت ایک عجیب حالت ہے بعض دن ایسے گزرتے ہیں کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 355)

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع و غروب آفتاب

22/ مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:07	18:32
مدینہ منورہ	05:06	18:34
قادیان	05:09	18:41
ربوہ	04:49	18:21
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:32	18:18